یہ تجویز مدلل اور مفصل طور پر عوام میں پیش کی۔ وعظ کا خوب اثر ہوا اور کئی آدمی اسی مجمع میں کھڑے ہو کر آمادۂ عمل ہو گئے اور اعلان کیا کہ ہم آج ہی بغیر کسی رسم و رواج کے اپنی لڑکیوں کے بیاہنے کے لیے تیار ہیں یہ سلسلہ تمام گاؤں میں بحمد اللہ جاری ہوا اور چند دن میں پندرہ نکاح ہوئے والد ماجد ہر تقریب میں ترک منکرات اور ترک رسومات کی اہمیت اور اس کی اخلاقی اقتصادی خرابیوں پر روشنی ڈالتے رہے پھر یہ تحریک آس پاس کے علاقوں میں بھی پھیلی اور پورے علاقہ میں چھا گئی۔ (ذاتی ڈائری ص۲۹)

الیکشن ۷۱-۱۹۷۰ء

قومی اسمبلی کا انتخاب: والد ماجد بسلسلہ علاج آپریشن آنکھ جون جولائی کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں تھے کہ مختلف طبقات کے لوگوں بالخصوص جمعیۃ العلماء اسلام کے اکابر مولانا درخواستی مولانا مفتی محمود و مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ نے مولانا پر الیکشن کے لیے کھڑے ہونے کے لیے اصرار شروع کیا۔ بار بار ہسپتال میں گھر پر وفود کی شکل میں آتے۔ بنگال سے حضرت مولانا اطہر علی وغیرہ نے بھی اصرار کیا کہ آئین ساز اسمبلی میں اس شخصیت کا ہونا دین کے لیے مفید اور ضروری ہے۔ مولانا کی ذات پر مختلف علماء بھی ایک حد تک جمع ہو سکتے ہیں مگر حضرت شیخ الحدیثؒ نہایت سختی سے انکار کرتے رہے اور بعد میں تقریر میں یہ فرمایا کہ جس شخص نے چھوٹی سے بوجہ طبعی حیاء کے باعث مقابلہ نہ کیا ہو وہ اس دنگل میں کیسے کود سکتا ہے۔ مگر بعد میں شرح صدر ہوا اور خود فرمایا تقریر میں کہ اللہ اگر پوچھے کہ اے عبدالحق تجھے میرے دین کیلئے اسمبلی میں آواز اٹھانے کا موقع مل گیا تم اتنا بھی نہ کر سکتے کہ میرے دین کی آواز بلند کرتے۔

الیکشن کمپین کا مرحلہ

وسائل نہایت محدود ذرائع کی کمی تھی مگر علماء۔ طلباء۔ آئمہ مساجد اور دیندار لوگوں نے دیوانہ وار کام کیا مولانا خود انتخابی جلسے میں بہت کم آتے اور فرمایا کرتے مجھے حیا آتی ہے کہ خود کو اہل ثابت کرتا پھروں۔ جمعیت علماء اسلام نوشہرہ کی کانفرنس میں لوگوں نے نامزد ممبر قومی اسمبلی کے نعرے لگاتے تو مولانا شیر علی شاہ کو روک کر ناگواری ظاہر کی آخر تک انتخاب میں اس نام سے جھجک رہے تھے آخر ملحقہ علاقہ خودرہ۔ ڈنگی خویشگی نوشہرہ کلاں خاص کر پبی ڈاگ اسماعیل خیل اضاخیل پیر پیائی سے سرسری گزرے تاکہ لوگ زیارت کر سکیں۔

مولانا شمس الحق افغانی نے فرمایا کہ مولانا کی خدمات دارالعلوم اور ساری خدمات ایک طرف مگر الیکشن میں دہریت اور کمیونزم کے بڑے بت کو گرانا ایک طرف یہ سب بھاری خدمت ہے فرمایا کہ مولانا کی شکست ایک دارالعلوم یا تمام علماء کی شکست نہ تھی بلکہ عالم اسلام کی شکست ہوتی جنات کے بارے میں کئی روایتیں پہنچیں کہ انہوں نے الیکشن میں حصہ لیا آدم زئی کے مولانا امیر خان فاضل حقانیہ کے ایک آسیب زدہ شخص کے ذریعے کامیابی کے بعد پیغام آیا کہ خطبہ جمعہ میں جنات کا بھی شکریہ ادا کیا جائے۔ عجیب کرامات کا ظہور ہوتا رہا شدید مخالفین کے ہاتھ بسا اوقات مولانا کے نشان پر مہر لگانے پر مجبور ہو گئے کئی واقعات ایسے سامنے آتے۔

بعض زعماء قوم اور علماء امت کے سانحہ ہائے ارتحال

مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب

زعیم ملت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات

۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو دارالعلوم حقانیہ میں زعیم ملت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات پر صف ماتم بچھ گئی۔ دارالعلوم میں ان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور ختم کلام پاک کیا گیا۔ تعزیتی اجلاس میں حضرۃ والد صاحب نے گھنٹہ تک رقت انگیز انداز میں امام الہند کے وصال سے پیدا ہونے والے خطرات و فتن کی نشاندہی کی۔ آپ نے امام الہند کو فخر اسلام فخر علماء۔ اور مذاہب باطلہ کے لیے مجسمہ رد و جواب اور اس دور کا واحد علامہ جلیل اور عصر حاضر کی شیطانی سیاست کی گہرائیوں تک پہنچنے والا قرار دیا۔ انہوں نے مرحوم کو اس دور میں امام رازیؒ کا مثیل قرار دیا۔

عاشق رسولؐ الحاج محمد امین صاحب کا سانحۂ ارتحال اور جنازہ میں حضرۃ والد صاحب کی شرکت

۱۳ مئی ۵۸ء کو مجاہد اسلام جانشین حاجی صاحب ترنگ زئی مولانا حاجی محمد امین صاحب انتقال فرما گئے۔ ۴ بجے عمرزئی میں سپرد خاک کر دیئے گئے، حضرت والد صاحب اور دیگر حضرات نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مولانا مبارک علی کی تعزیت

یکم ستمبر ۵۸ء دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مولانا مبارک علی

مرحوم جن کا والد ماجد سے بے حد قریبی تعلق اور روابط تھے کے انتقال پر دار العلوم میں ایصال ثواب اور تعزیتی جلسہ ہوا۔

مولانا محمد شفیق فاضل دیوبند مدرس دار العلوم حقانیہ کا سانحہ ارتحال

۱۰ر اگست مطابق ۲ر محرم سنہ افسوس کہ جمعہ کی شب تقریباً ایک بجے مولانا محمد شفیق صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ فاضل دیوبند راولپنڈی کے فوجی ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم عرصہ سے مرض قلب میں مبتلا تھے کرنل شوکت حسن نے بدھ کے دن ان کے دل کا اپریشن کیا۔ دو دن ہوش میں رہے۔ مگر نامرادی کے عالم میں طائر موت سر پہ آبیٹھا۔ مرحوم نہ صرف والد صاحب کے تلمیذ بلکہ رفیق دیوبند بھی تھے۔ دار العلوم میں قیام دار العلوم کے ساتھ آپ کی تقرری ہوتی۔ جمعہ کے روز اپنے آبائی قبرستان مغلکی (تحصیل نوشہرہ) میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ حضرت والد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دار العلوم کے تمام طلبہ اور اساتذہ بھی شریک تھے۔ اور آپ کے ایصالِ ثواب کے لیے دار العلوم میں ختم کلام پاک کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مولانا سید احمد شالفین صاحبِ حق کی وفات

۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء دار العلوم کے ایک نہایت مخلص فقیر منش ولی اللہ مدرس مولانا سید احمد عرف شالفین صاحبِ حق امی جمرہ عقبہ کرتے ہوئے منیٰ میں انتقال کر گئے مجذوب صفت انسان تھے سادگی کا عجیب نمونہ وہیں دفن کئے گئے علوم عقلیہ میں رسوخ تھا اور معقولات ہی پڑھاتے تھے وطن اور پھر امازو گڑھی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۶ر شوال ۱۳۶۹ھ میں دار العلوم کی دعوت پر پچاس روپے مشاہرہ پر برائے تدریس آئے اور آخر تک نہایت پابندی اخلاص شوق للہیت کے ساتھ پڑھاتے رہے شادی نہیں کی تھی اپنی آمدنی نادار طلبہ ہی پر خرچ کرتے یا اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت پر، دار العلوم کے لیے احباب سے مالی امداد بھی فراہم کرتے ۱۳۷۴ھ میں حج کو روانہ ہوتے اگلے سال بھی کوشش کی مگر داعی اجل نے انہیں اس سال تک موخر کر دیا طلبہ نے بڑی محبت سے رخصت کیا۔ والد ماجد نے فضیلت حج پر تقریر کی ان سے دعا کی خواہش ظاہر کی، کسے معلوم تھا کہ یہ ہمیشہ کے لیے الوداعی تقریب ہے ۱۹ر اگست کو والد ماجد کو حجاز سے وفات کی اطلاع آئی دار العلوم میں ہر شخص پر سکتہ طاری ہوا۔ ظہر کے بعد عظیم الشان تعزیتی جلسہ ہوا حضرت نے دو گھنٹہ تعزیتی تقریر کی آہ وبکا سے آپ کے لیے حاضرین نے دعا کی پورے سرحد میں مدارس میں تعزیتی جلسے اور ایصال ثواب کا اہتمام ہوا مرحوم میرے بھی معقولات کی کتی کتابوں کے استاذ تھے۔ فرحمہ اللہ

کچھ دن بعد حاجی ہدایت اللہ صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اکوڑہ تشریف لاتے جو یکم ستمبر کو حج سے واپس ہوتے تھے۔ انہوں نے مولانا شالفین صاحب کی وفات کے واقعات بیان کئے اور فرمایا وفات والی رات انہوں نے خواب سنایا کہ ایک نورانی بقعہ ہے اور شعلے انوار کے اس سے بھڑک رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرما رہے ہیں کہ سید احمد اس میں کود جاؤ چنانچہ میں اس میں کود پڑا جب اٹھ کر قصہ ہمیں سنایا تو ہم نے پوچھا کہ واپس نکل آتے یا اس نور میں رہ گئے فرمایا نہیں اسی میں رہ گیا اور فرمایا منیٰ میں رہوں گا میری مٹی منیٰ کی ہے (اپنی وفات کی طرف اشارہ تھا)۔

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کا سانحہ ارتحال اور تذکرہ حادثہ خاکسار تحریک اکوڑہ خٹک

۲۷ر محرم الحرام ۳ر ستمبر سنہ بروز پیر حضرت مجاہد رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانویؒ انتقال فرما گئے۔ وہ مجلس احرار اسلام کے صدر، جمعیت العلماء ہند اور آل انڈیا کانگریس کے رکن تھے۔ دار العلوم کے اساتذہ اور حضرت والد صاحب کے لیے ان کا سانحہ ارتحال بڑا صدمہ تھا ان کے ایصال ثواب کے لیے ختم کلام پاک کیا گیا۔ دار العلوم میں منعقدہ تعزیتی اجلاس میں حضرت والد ماجد نے ان کے مناقب اور خدمات بیان کیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اکوڑہ خٹک میں جب فتنہ خاکسار نے سر اٹھایا اور اس کے باعث جنگ وجدال اور بدامنی ہوگی، اور تمام علماء کے لیے خطرۂ زندان پیدا ہوا تو مجھے خاص طور سے اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اس سلسلے میں مولانا لدھیانوی دو دفعہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور اپنی خداداد قابلیت اور حسنِ اخلاق سے اس فتنہ کو فرو کیا۔ والد صاحب نے خاکساروں کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ علماء از حد تنگ آگئے تھے۔ ہم اپنی مسجد میں بیٹھے ہوتے درس دے رہے تھے اور یہ لوگ مولا کا غلط مذہب ایک پیسہ اور دو پیسہ کی آوازیں کستے اس کے باعث علماء نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں علمی میدان میں رسوا کرنا چاہیئے تاکہ عوام پر ان کی دجل و دروغ گوئی سے آشکارا ہو جائے۔ اس سلسلہ میں حاجی مہربان علی شاہ صاحب کی مسجد میں مجلس منعقد ہوئی، مولانا ہزاروی اور مولانا مروت وغیرہ بھی موجود تھے۔ میں اس مجلس کا حکم مقرر کیا گیا۔ میں نے کہا کہ بحث و مناظرہ کتابوں میں نہ ہو بلکہ فریقین میں مقرر شدہ افراد پانچ پانچ منٹ تقریر کریں تاکہ عوام کو بھی کچھ حقیقت ظاہر ہو۔ بہر حال علامہ مشرقی کی کتاب ”تذکرہ“ سے خاص عبارات پڑھ لی گئیں اور اس طرح جیسا کہ حقیقت تھی فیصلہ خاکساروں کے خلاف ہوا اور اس شکست کے بعد ان کی کمر ٹوٹ گئی اور زور ختم ہوا۔

علامہ بشیر الابراہیمی الجزائری کی وفات اور تعزیت

۶ رجون ۱۹۶۵ء کی اخباری اطلاع کے مطابق عالم اسلام کے عظیم مجاہد اور الجزائر کے جید عالم علامہ بشیر الابراہیمی صدر جمیعۃ العلماء الجزائر انتقال کر گئے مرحوم ۱۳۶۵ھ کو والد صاحب کی دعوت پر اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے اور ہمارے گھر کے قریب مسجد قدیم میں جلسہ سے خطاب بھی فرمایا تھا۔ ان کے ساتھ دوسرے خطیب شیخ احمد بودا تھے۔ دارالعلوم میں ان کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا انتقال

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کا پنڈی میں انتقال ہوا، اکوڑہ خٹک اطلاع آئی حضرت شیخ الحدیث اور ہم لوگ پنڈی روانہ ہوتے جامعہ اسلامیہ کشمیری روڈ کی مسجد میں ان کو غسل اور تکفین کے انتظامات کی خود نگرانی فرائی پھر اس مسجد میں حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور آبدیدہ ہو کر ان کی پیشانی کو چوما۔ جنازہ سے قبل آپ نے حضرت مولانا کے مناقب پر پندرہ منٹ تقریر بھی کی۔

بعض اسفار کی اجمالی روئیداد

(مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب)

والد ماجد کا سفر حج

والد ماجد کے رفقائے سفر حج ملک امرالٰہی و حاجی محمد اشرف صاحب تھے۔ مورخہ ۱۹۵۴ء بروز پیر اکوڑہ خٹک سے بعد از نماز ظہر روانہ ہوئے نماز ظہر مسجد میں پڑھی۔ مسجد میں شائقین اور رخصت کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ نماز کے بعد والد ماجد گھر تشریف لائے۔ ہمارے گھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے قدموں پڑے، اور معافی اور دعا کی درخواست کی۔ پھر دو رکعت عاجزی سے پڑھے اور تمام گھر والوں کے لئے دعا کی اور روانہ ہوتے۔
اکوڑہ خٹک کے تقریباً تمام مسلمان چھوٹے بڑے دارالعلوم کے طلبہ اور اساتذہ باہر سے آتے ہوئے مہمان ان کے ساتھ سٹیشن تک بہت مشکل سے پہنچے۔ مصافحوں اور ازدحام کی وجہ سے والد صاحب کی طبیعت سٹیشن میں خراب ہوگئی۔ روانگی سے قبل حاضرین کو پند و نصیحت کی۔ خصوصاً دارالعلوم حقانیہ کے لئے بہت زیادہ توجہ پر زور دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے دارالعلوم حقانیہ میں ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ جس میں کہا تھا کہ میری زندگی دارالعلوم کے لئے وقف ہے۔ جہاں کہیں بھی ہوں۔ دارالعلوم میری زندگی کا عظیم مقصد ہوگا۔ فرمایا کہ آپ کے مشفق اُستاذ یہاں موجود ہیں۔ ان سے اپنی تکالیف کا ازالہ فرماتے رہیں رسمی طور پر اپنی جگہ حاجی محمد یوسف کو مہتمم بنا دیا۔
عصر کے قریب گاڑی آئی۔ اور لوگوں نے حزن و ملال بھرے آنسو سے آپ کو الوداع کیا۔ مخلص احباب راولپنڈی تک ساتھ روانہ ہوئے۔ بندہ، محمود الحق و انوار الحق بھی راولپنڈی تک۔ راستہ میں کیمبلپور سٹیشن میں شیخ محمد اشرف کیمبلپوری نے ان کو اور تمام حضرات کو چائے کی دعوت کا انتظام کیا تھا۔ عصر اور مغرب کے بعد تمام احباب اور الوداع کے لئے ساتھ جانے والوں نے کیمبلپور سٹیشن میں چائے پی لی۔ اور گاڑی روانہ ہوگئی۔ لوگوں نے شیخ الحدیث زندہ باد اور دارالعلوم زندہ باد کے نعرے لگائے۔ راولپنڈی میں عشاء کے بعد ہم ان سے رخصت ہوئے۔ گاڑی میں مجھے میری شرارتوں کی وجہ سے خصوصی طور سے نرمی سے نصیحت کی (میری عمر ۱۱، ۱۲ سال تھی) فرمایا کہ میں بہت جلد آجاؤں گا اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں اور گھر والوں کے ساتھ جھگڑے مت کرو، کھیل کود بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیلو، باہر مت پھرو۔ آپ تو بڑے ہیں اچھا بُرا جانو۔ اور چھوٹوں کو شرارت کرنے سے منع کرو۔ رخصت ہوتے وقت ہمیں استودع الله دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم والی دعا سے رخصت کر دیا۔ کراچی میں ہوائی جہاز سے جانے والوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مشکل سے دیر کے بعد ایک سیٹ مل گئی۔ ملک صاحب اور حاجی محمد اشرف نے آپ کو روانہ کر دیا۔
والد ماجد تنہا روانہ ہوئے انہوں نے فرمایا۔ کہ ہمیں بحرین میں اُتارا گیا۔ اور لاری میں بٹھا کر ایک ہوٹل میں لے جایا گیا۔ وہاں دیکھا۔ کہ پیر بادشاہ گل صاحب اور خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی ہیں ۱۰/۲۰ افراد پہلے سے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ پھر بادشاہ گل صاحب وغیرہ کا نمبر آیا۔ اور وہ روانہ ہوئے۔ مجھے یہ تشویش تھی۔ کہ شاید دو ۲ دن کے بعد بھی ہمیں نمبر ملے یا نہ۔ میرے غم و اضطراب کی انتہا نہ تھی۔ ادھر حج کے ایام سر پر آئے اور ادھر یہ بے انتظامی۔ ۲ گھنٹے نہیں گزرے تھے۔ کہ ہمیں بھی لاری میں بٹھلا کر روانہ کر دیا گیا۔ میں نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا۔ کہ چلو اب تو روانہ ہو جائیں گے۔ اے خداوند، تو نے بہت رحم فرمایا۔ جہازوں میں ۱۲/۱۰ آدمیوں کی سیٹیں خالی تھیں اور ادھر لاری میں ۳۰/۴۰ افراد گئے۔ پھر افراتفری پیدا ہوئی ہر ایک یہ کوشش کر رہا تھا کہ مجھے جگہ مل جائے۔ جہاز والوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ جن حجاج کے ساتھ عورتیں ہیں۔ وہ پہلے بیٹھ جائیں۔ چنانچہ ۵۔ ۶ آدمی بیٹھ گئے۔ صرف ایک رہ گیا